سوال

(82) فجر کی نماز کا وقت

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کس وقت ادا کیا کرتے تھے اور یہ بھی بتائیں کہ اس وقت گھڑی کا کیا ٹائم ہونا چاہیے اور یہ بھی تحریر فرمائیں کہ سردی اور گرمی ہر دو موسموں میں فجر کی نماز کا وقت کیا ہے۔؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

نماز فجر کا وقت بالاتفاق پوہ پھٹنے سے طلوعِ آفتاب تک ہے۔ افضلیت میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں روشنی کرکے پڑھنا بہتر ہے۔ بعض کہتے ہیں اندھیرے میں بہتر ہے۔ پہلے ہم فریقین کے دلائل لکھتے ہیں پھر راجح مذہب بتائیں گے۔ انشاء اللہ

حدیث نمبر1 :

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت کنّا نساء المؤمنات یشهدن معالنّبیِّ صلی اللہ علیہ وسلم صلوة الفجر متلفعات بمروطهن ثم ینقلبن الیٰ بیوتهن حین یقضین الصلوة لایعرفهن احدٌ من الغلس۔ رواہ الجماعة وللبخاری ولایعرف بعضهن بعضاً(منتقیٰ باب وقت صلوة الفجر)»

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مومن عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز میں اپنی بڑی چادروں میں لپٹی ہوئی ہوتیں پھر نماز سے فارغ ہوکر گھروں کو لوٹ جاتیں۔ اندھیرے کی وجہ سے ان کو کوئی نہیں پہچانتا تھا۔

حدیث نمبر2 :

«عن ابی مسعود الانصاری انَّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی صلوة الصبح مرّة بغلس ثم صلی مرّة اخرٰی فاسفر بها ثم کانت صلوته بعد ذلک التغلیس حتی مات لم یعد الیٰ ان یسفر» (رواہ ابوداؤد حوالہ مذکورہ)

ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز ایک مرتبہ اندھیرے میں پڑھی اور ایک مرتبہ روشن کرکے پڑھی پھر وفات تک

اندھیرے میں پڑھتے رہے روشن کرکے کبھی نہیں پڑھی۔

حدیث نمبر 3 :

«عن زید بن ثابت قال تسحّرنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قمنا الی الصلوۃ قلت کم کان مقدار ما بینهما قال قدر خمسین ایۃ» متفق علیہ (حوالہ مذکور)

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی پھر نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے زید سے پوچھا کہ سحری اور نماز میں کتنا فاصلہ فرمایا پچاس آیتوں قدر۔

حدیث نمبر 4 :

«عن ابن مسعود قال ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی صلوۃ لغیر میقاتها الا صلوتین جمع بین المغرب والعشاء بجمع وصلی الفجر یومئذ قبل میقاتها متفق علیہ ولمسلم قبل وقتها بغلس وللاحمد والبخاری عن عبدالرحمان بن یزید قال خرجت مع عبداللہ فقدمنا جمعاً فصلی الصلوتین کل صلوۃ وحدها باذان واقامۃ وتعشیٰ بینهما ثم صلی حین طلع الفجر قائل یقول طلع الفجر وقائل یقول لم یطلع ثم قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان هاتین الصلوتین حولتا عن وقتهما فی هذا المکان المغرب والعشاء ولا یقدم الناس جمعاً حتی یعتموا وصلوۃ الفجر هذا الساعۃ» (حوالہ مذکورہ)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ نے کوئی نماز بے وقت پڑھی مگر دو نمازیں۔ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو جمع کیا اور اس دن کی نماز اپنے وقت سے پہلے پڑھی روایت کیا اس کو بخاری نے اور مسلم میں یہ لفظ ہیں اپنے وقت سے پہلے اندھیرے میں پڑھی۔ اور احمد اور بخاری میں ہے عبدالرحمان بن یزید کہتے ہیں میں عبداللہ بن مسعود کے ساتھ نکلا پس ہم مزدلفہ میں آئے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مغرب اور عشاء الگ الگ اذان اور اقامت کے ساتھ پڑھیں۔ اور دونوں کے درمیان کھانا کھایا۔ پھر فجر کی نماز پوہ پھٹتے پڑھی۔ کوئی کہتا پوہ پھٹ گئی ہے۔ کوئی کہتا نہیں پھٹی۔ پھر کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دو نمازیں مزدلفہ میں اپنے وقت سے ہٹائی گئی ہیں ایک مغرب دوسری عشاء۔ لوگ مزدلفہ میں اندھیرا کرکے (عشاء کے وقت) آئیں (اور مغرب کو عشاء کے ساتھ جمع کریں) دوسری فجر کی نماز اس وقت (پڑھی جائے جس طرح صبح اچھی طرح روشن نہ ہوئی ہو۔ کوئی کہے صبح ہوگئی اور کوئی کہے نہیں ہوئی)

حدیث نمبر 5 :

ن ابی الربیع قال کنت مع ابن عمر رضی اللہ عنہ فقلت انی اصلی معک ثم التفت فلا اریٰ وجہ جلیسی ثم اریٰ احیاناً تسفر فقال کذالک رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی احببت ان اصلیها کما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلّیها۔» رواہ احمد (حوالہ مذکورہ)

ابوالربیع کہتے ہیں میں عبداللہ بن عمر کے ساتھ تھا میں نے کہا میں آپ کے ساتھ نماز پڑھ کر ادھر ادھر جھانکتا ہوں تو ساتھی کا چہرہ نہیں دیکھتا۔ پھر دیکھتا ہوں کہ آپ روشن کرکے پڑھتے ہیں فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح پڑھتے دیکھا۔ اس لئے میں دوست رکھتا ہوں کہ اسی طرح پڑھوں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔

حدیث نمبر 6 :

«عن معاذ بن جبل قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن قال یا معاذ اذا کان فی الشتاء فغلس بالفجر واطل القرءۃ قدر ما یطیق الناس ولا تملّهم واذا کان الصّیف فاسفر بالفجر فان اللیل قصیر والناس ینامون فاملهم حتی یدرکوا رواہ الحسین بن مسعود البغوی فی شرح السنۃ واخرجہ بقی بن مخلد فی مسندہ المصنف۔» (حوالہ مذکورہ)

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف بھیجا فرمایا! اے معاذ رضی اللہ عنہ جب سردی ہو تو فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھ اور قرأت لوگوں کی طاقت کے مطابق لمبی کر اور ان کو سست نہ کر اور جب گرمی ہو تو فجر کو روشن کر کیونکہ رات چھوٹی ہے اور لوگ سوجاتے ہیں۔ پس ان کو ذرا ڈھیل دے تاکہ وہ نماز پالیں۔

حدیث نمبر 7 :

«عن رافع بن خدیج قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسفروا بالفجر فانّہ اعظم للاجر رواہ الخمسۃ وقال الترمذی ہذا حدیث حسن صحیح» (حوالہ مذکورہ)

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

صبح کو روشن کرو کیونکہ یہ اجر بہت بڑا ہے۔

حدیث نمبر 8 :

«اخرجہ ابن ابی شیبۃ واسحاق وغیرہما بلفظ ثوت بصلوۃ الصبح یا بلال حین یبصر القوم مواقع نبلہم من الاسفار۔» (نیل الاوطار جلد اوّل ص319)

ابن ابی شیبہ اور اسحاق وغیرہ نے اپنی کتب میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو فرمایا صبح کی اقامت اس وقت کہہ جب روشنی کیوجہ سے قوم اپنے تیروں کے گرنے کی جگہ دیکھ لیتی ہے۔

حدیث نمبر 9 :

ابی برزہ اسلمی سے روایت ہے :

«وکان ینفتل الٰی صلوۃ الغداۃ حین یعرف الرّجل جلیسہ ویقرأ بالستین الٰی المائۃ۔ (مشکوٰۃ باب تعجیل الصلوۃ)

یعنی صبح کی نماز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت فارغ ہوتے کہ انسان اپنے پاس بیٹھنے والوں کو پہچان سکے۔

حدیث نمبر 10 :

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عاملوں کیطرف لکھا :

«والصبح والنجوم بادیۃ مشتبکۃ» (مشکوۃ باب المواقیت)

یعنی صبح کی نماز ایسے وقت پڑھو کہ ستارے روشن اور ملے ہوئے ہوں۔

حدیث نمبر 1 :

ان دس حدیثوں سے نمبر اول کی حدیث میں ذکر ہے کہ فجر کی نماز سے فراغت کے وقت عورتوں کو کوئی دوسرا پہچان نہیں سکتا تھا۔ یا آپس میں ایک دوسری کو نہیں پہچان سکتی تھیں۔ پہچان کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ پتہ نہیں لگتا تھا کہ مرد ہیں یا عورتیں۔ دوسری یہ کہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ کون کونسی عورت ہے خدیجہ ہے یا زینب ہے۔ داوٗدی نے پہلی

صورت اختیار کی ہے ۔ نووی بھی اسی کو ترجیح دیتے ہیں اور کہتے ہیں دوسری صورت کمزور ہے ۔ کیونکہ وہ بڑی چادروں میں لپٹی ہوئی شامل ہوتیں تو یہ کہنا غلط ہے کہ اندھیرے کی وجہ سے ان کی پہچان نہیں ہوتی تھی کیونکہ بڑی چادر میں لپٹی ہوئی عورت تو دن کو بھی نہیں پہچانی جاتی کہ یہ کون ہے ۔

حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں کہتے ہیں نووی کا یہ کہنا ٹھیک نہیں کیونکہ ہر عورت کی چال اور ڈیل ڈول عموماً الگ ہوتی ہے تو جو واقف ہوتا ہے وہ دن میں یا روشنی میں پہچان سکتا ہے کہ یہ فلاں عورت ہے ہاں اندھیرے میں مشکل ہے تو گویا حافظ ابن حجرؒ کے نزدیک دوسری صورت بھی صحیح راجح ہے کیونکہ حدیث میں لفظ یعرف ہے جو معرفت اور عرفان سے ہے جس کے معنی پہچان کے ہیں ۔ اس کا تعلق جزئی یعنی معین شے سے ہوتا ہے کلی یعنی عام شے سے نہیں ہوتا مثلاً یوں کہا جاتا ہے کہ عرفتہ ہو زید ام عمرو ، میں نے پہچان لیا کہ زید ہے یا عمرو ہے ۔ یوں نہیں کہا جاتا عرفتہ اہو انسان ام فرس ۔ میں نے پہچان لیا کہ انسان ہے یا گھوڑا ہے ۔ کیونکہ انسان ایک عام شے ہے ۔ زید عمرو ، بکر وغیرہ سب پر بولا جاتا ہے اسی طرح گھوڑا عام شے ہے ہزاروں گھوڑوں کو شامل ہے ۔ ہاں علم کا استعمال معین شے کی طرح عام شے میں بھی ہوتا ہے مثلاً کہا جاتا ہے علمت اہو انسان ام فرس ، میں نے جان لیا کہ انسان ہے یا گھوڑا ہے ۔ پس اس بنا پر حدیث میں علم کا لفظ ہونا چاہیے تھا یعنی یوں کہا جاتا ہے ۔ لایعلمھن احدٌ ۔ یعنی ان کو کوئی نہیں جانتا تھا کہ مرد ہیں یا عورتیں ہیں کیونکہ مرد عورت کا لفظ انسان گھوڑے کی طرح عام ہے ۔ ملاحظہ ہو فتح الباری مع تشریح جز 3 صفحہ 323 باب الفجر

اس کے علاوہ حدیث میں یہ لفظ ہے کہ عورتیں آپس میں ایک دوسری کو نہیں پہچانتی تھیں ۔ یہ بھی دوسری صورت کا موید ہے ۔ پہلی صورت اس میں ٹھیک نہیں بنتی کیونکہ عورتیں آپس میں قریب اور اکٹھی ہونے کی وجہ سے مرد عورت کی تمیز کر سکتی ہیں ۔ خیر پہلی صورت ہو یا دوسری ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فجر کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندھیرے میں پڑھتے ۔

حدیث نمبر 2 :

دوسری حدیث میں ذکر ہے کہ ایک مرتبہ روشنی میں پڑھی پھر وفات تک اندھیرے میں پڑھتے رہے ۔

حدیث نمبر 3 :

تیسری حدیث میں سحری اور نماز فجر کے درمیان پچاس آیتوں کا فاصلہ بتلایا ہے ۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے روشنی نہیں کرتے تھے ۔ بلکہ اندھیرے میں پڑھتے تھے ۔

حدیث نمبر 4 :

چوتھی حدیث میں ذکر ہے کہ مزدلفہ میں فجر کی نماز وقت سے پہلے پڑھی ۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ وقت سے پہلے پڑھنے کا یہ مطلب ہو نہیں سکتا کہ پو پھٹنے سے پڑھ لی بلکہ یہ مطلب ہے کہ اگرچہ پو پھٹنے کے بعد پڑھی ہے لیکن جس وقت ہمیشہ پڑھتے تھے اس وقت سے پہلے پڑھی ۔ پس معلوم ہوا کہ ہمیشہ ذرا دیر کر کے ذرا روشن کر کے پڑھتے ۔

حدیث نمبر 5 :

پانچویں حدیث سے ثابت ہوتا ہے کبھی اندھیرے میں پڑھتے کبھی روشنی میں ۔

حدیث نمبر 6 :

چھٹی حدیث میں گرمی سردی کا فرق بتلایا ہے۔ یعنی سردیوں میں اندھیرا کر کے پڑھنے کا ارشاد فرمایا ہے گرمیوں میں روشنی میں۔

حدیث نمبر7،8 :

ساتویں اور آٹھویں میں روشن کر کے پڑھنے کا ارشاد فرمایا ہے۔

حدیث نمبر9 :

نویں میں ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فارغ ہوتے تو انسان اپنے پاس والے کو پہچان سکتا تھا تو گویا نماز اندھیرے میں پڑھ لیتے۔

حدیث نمبر10 :

دسویں حدیث میں ذکر ہے کہ ستارے روشن اور ملے ہوئے ہوں تو نماز پڑھو۔ یہ اندھیرے کا وقت ہے پس اس سے بھی اندھیرے میں پڑھنا ثابت ہوا۔ جو لوگ روشنی میں افضل کہتے ہیں وہ پہلی تیسری نویں دسویں سے استدلال کرتے ہیں۔

نیل الاوطار جلد اول صفحہ319 میں دوسرے مذہب کے قائل مندرجہ ذیل لوگ بتلائے ہیں۔ 1 اہلبیت۔ 2۔ امام مالکؒ۔ 3۔ امام شافعیؒ۔ 4۔ امام احمدؒ۔ 5۔ امام اسحاقؒ۔ 6۔ امام ابوثورؒ۔ 7 امام اوزاعیؒ۔ 8 امام داؤد بن علیؒ۔ 9 امام ابوجعفر طبریؒ۔

پھر کہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ۔ انس رضی اللہ عنہ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مروی ہے اور بحوالہ حازمی لکھا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اہل حجاز کا بھی یہی قول ہے۔ پہلے مذہب کے قائل مندرجہ ذیل لوگ ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ اور ان کے شاگرد امام ثوری، امام حسن بن حیؒ اکثر اہل عراق پھر کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دو روایتیں ہیں۔ ایک میں پہلے مذہب کے ساتھ ہیں۔ ایک میں دوسرے مذہب کے ساتھ ہیں جو دوسرے مذہب کے قائل ہیں یعنی اندھیرے میں افضل کہتے ہیں۔ وہ حدیث نمبر4 کا یہ جواب دیتے ہیں کہ مزدلفہ میں نماز ایسے وقت پڑھی کہ کوئی کہتا صبح ہوگئی کوئی کہتا نہیں ہوئی۔ چنانچہ اسی حدیث میں تشریح ہے اور ہمیشہ ایسے وقت پڑھتے کہ کسی کو شک نہیں رہتا یعنی صبح واضح ہوجاتی۔ اور نمرے کی حدیث کا بھی یہی جواب دیتے ہیں کہ روشن کر کے پڑھو یعنی صبح اچھی طرح واضح ہوجائے شک نہ رہے۔ امام شافعیؒ، امام احمدؒ، امام اسحٰقؒ سے ترمذی میں یہی مطلب نقل کیا ہے ملاحظہ ہو ترمذی باب وقت الصلوۃ الفجر صفحہ31 نمبر8 کی حدیث کا جواب دیتے ہیں کہ یہ خاص واقعہ شاید کوئی ضرورت ہوگئی ہو۔ اس لئے بلال رضی اللہ عنہ کو کہا ذرا ٹھہر کر اقامت کہہ اور ایسا اتفاق کئی دفعہ ہوجاتا ہے کہ نماز آگے پیچھے پڑھی جاتی ہے۔ خاص کر جب حدِ جواز میں ہو تو معمولی سے عذر کے لئے آگے پیچھے ہوسکتی ہے اعتبار عام حالت کا ہے اس لئے اصول میں لکھا ہے: «وقائع الاعیان لا یحتج بہا علی العموم» (نیل الاوطار جلد3 صفحہ107) یعنی خاص واقعہ سے استدلال صحیح نہیں۔ اور اس سے نمبر5 کی حدیث کا مطلب بھی واضح ہوگیا۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عارضہ سے روشنی میں پڑھی ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو عارضہ کا علم نہیں ہوا۔ اس لئے وہ دونوں طرح عمل کرتے۔ اس کے علاوہ نمبر5 کی حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ روشنی میں نماز پڑھتے بلکہ نماز تو اندھیرے میں ہی پڑھتے لیکن کبھی فراغت تک اتنی روشنی نہ ہوتی کہ پاس بیٹھنے والے کا منہ نظر آئے۔ بعض دفعہ پڑھتے پڑھتے اتنی روشنی ہوجاتی چنانچہ حدیث نمبر5 میں جملہ فلااری وجہ جلیسی (میں اپنے پاس بیٹھنے والے کا چہرہ نہیں دیکھتا) سے یہ مطلب بخوبی واضح ہوجاتا ہے نیز اس حدیث میں ابوالربیع راوی ہے۔ دارقطنی نے اس کو مجہول کہا ہے (نیل الاوطار جلد اول صفحہ221) پس حدیث ضعیف ہوئی۔ رہی نمبر4 کی حدیث سو اس کی بابت امام شوکانیؒ کہتے ہیں کہ ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث (جو نمبر2 میں گذر چکی ہے اس) میں تصریح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات تک نماز اندھیرے میں پڑھتے رہے اور معاذ رضی اللہ عنہ والی حدیث (وفات سے قریباً دو سال) پہلے ہے کیونکہ معاذ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت یمن بھیجا ہے جب مکہ فتح ہوا۔ جیسے ابن عبدالبر نے استیعاب میں لکھا ہے۔ اور مکہ سن

8ھ میں فتح ہوا ہے) اور اعتبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخیر کام کا ہوتا ہے۔ یعنی جب آپ کی دو باتوں میں بظاہر تعارض معلوم ہوا تو اخیری بات پر عمل کیا جاتا ہے۔ پس نماز فجر کا اندھیرے میں پڑھنا راجح ہوا۔ اس کے علاوہ ایک اور بھی وجہ ہوسکتی ہے وہ یہ کہ یمن میں عرب کی نسبت زیادہ گرمی ہے۔ اور راتیں زیادہ چھوٹی ہیں تو ایسے ملکوں میں سردیوں کی نسبت گرمیوں میں بیس پچیس منٹ انتظار کرلیا جائے یعنی ایسے ملکوں میں سردیوں میں دھاری واضح ہوتے ہی سنتیں پڑھ کر نماز پر کھڑا ہوجائے اور گرمیوں میں اس کو اور روشن کرے لیکن ایسا نہ ہو کہ زیادہ دن چڑھا دے جس سے اس دھاری کا نام ونشان نہ رہے۔ اس طرح سے سب احادیث میں آپس میں موافقت ہوجاتی ہے اور کسی قسم کا اختلاف باقی نہیں رہتا۔

موافقت کی اور صورتیں اور علما کی آراء

1۔ امام طحاویؒ جو حنفیہ کے بڑے بزرگ ہیں وہ سب احادیث میں یوں موافقت کرتے ہیں کہ نماز اندھیرے میں شروع کی جائے اور قرأت اتنی لمبی کی جائے کہ ختم تک روشنی ہوجائے۔ لیکن شوکانیؒ نیل الاوطار جلد اول صفحہ 319 میں کہتے ہیں کہ ویسے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نمازیں ہمیشہ قرأت لمبی پڑھتے تھے۔ اگر زیادہ لمبی صورتیں پڑھتے (جیسے ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز میں سورہ بقرہ پڑھی جب فارغ ہوئے تو کہا گیا قریب تھا کہ سورج نکل آئے۔ فرمایا: لوطلعت لم تجدنا غافلین۔ یعنی اگر آفتاب نکل آتا تو ہمیں غافل نہ پاتا۔

یعنی سوئے ہوئے پر آفتاب کا نکلنا نقصان ہے۔ اگر اس طرح لمبی سورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ پڑھتے تو ہمیشہ بہت روشنی پھیلنے کے بعد فراغت ہوتی۔ اور یہ حضرت عائشہ کی حدیث (جو نمبر اول میں گذرچکی ہے) کے خلاف ہے کیونکہ اس میں یہ ہے کہ فراغت کے وقت عورتوں کو کوئی نہیں پہچان سکتا تھا (انتہی مع تشریح) اور نمبر 9 کی بھی حدیث کے خلاف ہے کیونکہ اس میں ہے کہ فراغت کے وقت اپنے پاس والے کی پہچان ہوسکتی گویا روشنی ابھی تک پھیلتی نہیں تھی۔ ہاں اگر امام طحاویؒ کی مراد روشنی سے روشنی کا پھیلنا نہ ہو بلکہ اتنی روشنی ہو کہ جس سے پاس والے کا چہرہ پہچانا جاسکے تو یہ بالکل ٹھیک ہے۔

2: بعض کہتے ہیں روشنی میں پڑھنے کا حکم چاندنی راتوں میں ہے کیونکہ چاندنی راتوں میں پوہ اچھی طرح معلوم نہیں ہوتی۔ اس لئے حکم دیا ذرا روشن کرکے پڑھو تاکہ پوہ میں کسی قسم کا شک شبہ نہ رہے۔ یہ صورت موافقت کی اچھی ہے۔ اور اس سے سب احادیث میں موافقت ہوجاتی ہے۔ لیکن نمبر 6 کی حدیث رہ جاتی ہے سو اس کا جواب آخر وہی ہوگا جو ہم نے دیا ہے یا امام شوکانی نے دیا ہے یعنی یا تو یوں کہا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخیری بات پر عمل کیا جاتا ہے اور اندھیرے میں پڑھنا اخیری بات ہے کیونکہ وفات تک اس پر عمل رہا ہے یا یوں کہا جائے جو ملک عرب سے زیادہ گرم ہیں اور ان کی راتیں چھوٹی ہیں تو وہاں یہ حکم ہے کہ پوہ پھٹنے کے بعد بیس پچیس منٹ انتظار کرلیا جائے تاکہ لوگ شامل ہوجائیں۔

3: امام خطابیؒ کہتے ہیں ہوسکتا ہے کہ جب ان کو حکم ہوا کہ نماز جلدی پڑھیں یعنی وقت میں دیر نہ کریں تو انہوں نے صبح کاذب اور صبح صادق کے درمیان نماز پڑھنی شروع کردی۔ اس پر حکم ہوا اسفروا بالفجر الحدیث۔ یعنی فجر کو روشن کرو۔ صبح صادق کے بعد پڑھو۔ کیونکہ اس میں اجر بہت بڑا ہے۔

ایک شبہ اور اس کا جواب

صبح صادق کے پہلے نماز ہوتی ہی نہیں تو یہ کیوں فرمایا کہ اس میں اجر بہت ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے تھا کہ جو نماز تم پہلے پڑھتے ہو وہ تو نہیں ہوتی، اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ پہلی نماز ان کی صحیح نہ تھی لیکن ان کو اجر ملا کیوں کہ یہ ان کی اجتہادی غلطی میں ایک اجر ہے پس فرمایا صبح صادق کے بعد نماز پڑھو کیونکہ یہ اجر میں بہت بڑا ہے یعنی پہلی نماز سے۔

اس صورت سے بھی سب حدیثوں میں موافقت ہوجاتی ہے لیکن نمبر 6 اور نمبر 8 کی باقی رہ جاتی ہیں۔ سوان کا جواب وہی ہوگا جو گذرچکا ہے۔

ایک شبہ اور اس کا جواب

روشنی میں پڑھنے کی حدیثیں قولی ہیں۔ اوراندھیرے میں پڑھنے کی فعلی۔ اور تعارض کے وقت قول فعل پر مقدم ہوتا ہے۔ کیونکہ فعل میں خاصہ وغیرہ ہونے کا احتمال ہے تو روشنی کی احادیث مقدم ہونی چاہئیں۔ اس کے دو جواب ہیں ایک یہ کہ یہاں خاصہ وغیرہ ہونے کا احتمال نہیں کیونکہ آپ کے ساتھ صحابہ بھی شامل تھے دوسرا جواب یہ کہ نمبر 4 کی حدیث قولی ہے اس میں سردیوں میں اندھیرے میں پڑھنے کا ارشاد فرمایا ہے۔

تیسرا جواب یہ کہ قولی مقدم اس وقت ہوتی ہے جب موافقت نہ ہوسکے یہاں ہم نے موافقت کردی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اندھیرے میں نماز پڑھنی افضل ہے۔ اورجن حدیثوں میں روشن کرنے کا ذکر ہے ان سے پوہ کا واضح کرنا مراد ہے اور نمبر 4 کی حدیث عرب سے زیادہ گرم ملکوں کے لئے ہے اور نمبر 8 کی حدیث عذر پر محمول ہے۔

وباللہ التوفیق

فتاویٰ اہلحدیث

کتاب الصلوۃ، نماز کا بیان، ج 2 ص 61

محدث فتویٰ